اسلام میں خواتین کے حقوق اور سماجی رویہ: مارٹن فارورڈ کی آرا کا تنقیدی جائزہ

(Women's Rights and Social Attitudes in Islam: A Critical Review of Martin Forward's Opinions)

عارفہ ظہور*

**ڈاکٹر جمیل احمد نتکانی

Abstract

This article studies Martin Forward's opinion on women's right in Islam. Analyzing his "Muhammad: A short Biography ", it finds that, in his views, there are prejudices and misconceptions about women's rights in Islam. Women are not abused everywhere even in subcontinent as mentioned by Forward. The causes of the problem are diverse. For example, the Islamic society of the subcontinent is entangled in Hindu customs on the one hand, and the feudal, system on the other. Inheritance has been completely eradicated, due to which sometimes issues like marriage of a woman to the Quran for the sake of property come up. However, with regard to the issues that exist, there is a need for the Government and Muslim individuals to abandon non-Islamic customs and practice Islamic law, and to faithfully fulfill the rights that Islam has given to women.

KeyWords: Martin Forward, women rights, Islam, Sub-continent

مستشرقین کی ایک جماعت نے اسلام کی طرف سے خواتین کو دیے جانے والے حقوق پر شدید تنقید کی۔ کبھی وراثت میں بیٹی کے نصف حصے کو تنقید کا نشانہ بنایا تو کبھی مرد کی چار شادیوں کو عورت کے استحصال کا نام دیا۔ یہ مضمون مارٹن فارورڈ کی کتاب Muhammad a short Biography پر ایک نقد ہے، جس میں مصنف نے نہ صرف اسلام اور پیغمبر اسلام بلکہ مسلمانوں پر بھی خواتین کے حقوق کے حوالے سے سخت تنقید کی ہے۔ مصنف نے اپنی اس کتاب

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ اسلامیات، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامیات، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان

میں ایک باب محمد ﷺ اور خواتین کا کردار (Muhammad and the role of women) کے عنوان سے تحریر کیا ہے جس میں مسلمان خواتین کے حقوق شریعت اور قرآن کی روشنی سے بیان کرکے مسلمان معاشروں میں ان حقوق کے استحصال کو بیان کیا ہے اور پھر یہ سوال اٹھایا ہے کہ آیا دین اسلام میں خواتین کے حقوق عملاً اسلامی معاشروں میں دیے جاتے ہیں یا محض نظریات اور تھیوری کی حد تک ہیں۔ چنانچہ یہ مضمون مصنف کے مندرجہ ذیل سوالات اور ان کے جوابات پر مبنی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں خواتین کے حقوق (نکاح، طلاق، وراثت) کیا ہیں ؟اسلامی معاشروں میں یہ حقوق کس حد تک ادا کیے جاتے ہیں ؟ بالفاظِ دیگر مسلمان مردوں نے الہامی احکامات کو فی الواقعہ سمجھا یا محض چند واقعات سے اپنے مفاد کے مطابق ان احکامات کی من مانی تاویل کی ؟ محمدؐ کا عورتوں سے سلوک اہل ایمان کے لیے کیونکر کامل نمونہ ہو سکتا ہے ؟

تعارفِ مصنف

مارٹن فارورڈ ایک برطانوی پروفیسر اور مصنف ہیں۔ انھوں نے University of Bristol سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، Aurora University, Illinois میں تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ Bristol, Cambridge اور Leister یونیورسٹیز میں اسلام سے متعلق تعلیم سے وابستہ رہے۔ عیسائیت اور اسلام پر متعدد کتب تصنیف کیں۔ کافی عرصہ انڈیا میں گزارا جس سے ہندوستان کے مسلمانوں اور ان کے طرز معاشرت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔[1] یہی وجہ ہے کہ مارٹن فارورڈ نے اپنی کتاب میں برصغیر کے مسلمانوں میں پائی جانے والی خرابیوں، خصوصاً خواتین کے حقوق کے استحصال پر تنقید کی ہے۔

تعارف کتاب

یہ کتاب Muhammad A short Biography سیرت نبوی ﷺ پر تصنیف کی گئی ہے اور پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب The Prophet of Islam کے نام سے ہے جس میں مصنف نے آپ ﷺ کی سیرت کو مختصراً بیان کیا ہے۔[2] دوسرا باب[3] Muhammad and The Unity of God کے نام سے ہے، جس میں ختم نبوت، قرآن، شیعہ سنی مصادر سیرت اور تصوف پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرا باب Muhammad and The Other World Faiths[4] کے نام سے ہے، جس میں یہودیت اور عیسائیت پر اسلام کی تنقید کو بیان کیا گیا

---

[1] Aurora.edu, accessed August 22, 2020.

[2] Martin Forward, *Muhammad: A short biography* (England: Oneworld Publication, 1997), 7.

[3] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 31.

[4] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 54.

اور اسلام اور عیسائیت کے ما بین مذہبی ہم آہنگی پر تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ چوتھا باب Muhammad and the Role of Women[5] کے عنوان سے ہے، جس میں خواتین کے حقوق پر بحث کی گئی ہے۔ پانچواں باب Muhammad in Recent Debate[6] ہے، جس میں سیرت نبوی ﷺ پر مستشرقین کی آرا پیش کی گئی ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں خواتین کے حقوق اور مارٹن فارورڈ کے اعتراضات

مصنف کے مطابق اسلام بحیثیت انسان مرد اور عورت کو مساوی درجہ دیتا ہے۔ تاہم کچھ احکام ایسے ہیں جن میں مردوں کو عورتوں پر فوقیت دی گئی ہے۔خواتین کے حقوق کے حوالے سے اس نے نکاح ،طلاق، وراثت اور تعدد ازواج جیسے موضوعات پر بحث کی ہے۔

نکاح کا حق

مصنف کے مطابق اسلام میں شادی کے لیے تین شرائط ہیں: ایک یہ کہ مرد اور عورت دونوں بالغ ہوں اور ولی کی موجودگی میں نکاح ہو، دو گواہان کی موجودگی اور دلہن کو دیے جانے والا جہیز جو دو قسم کا ہوتا ہے؛ ایک تو شادی کے موقع پر دیا جانے والا لباس اور زیور جب کہ دوسرا حق مہر، جس سے واضح ہوتا ہے کہ عورت اپنے شوہر سے الگ ایک معاشی سرمایہ اور دولت رکھ سکتی ہے۔[7] لیکن اسلامی تعلیمات کے برعکس اسلامی معاشروں میں کچھ خواتین کو جہیز لانے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے، جب کہ بعض خواتین کو طلاق کے بعد مہر واپس کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی معاشروں میں خواتین کا معاشی تحفظ حقیقی کی بجائے محض ظاہری ہے۔ اس سے اسلام کی تعلیمات میں تھیوری اور عملیت میں تضاد کے مسائل سامنے آتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا اسلام کا مثالی ڈھانچہ ہی عورت مخالف ہے یا پھر مسلمان مردوں کی طرف سے محض کچھ واقعات اور مثالوں کی بنا پر ایسا بنا دیا گیا ہے؟ بہ الفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ کیا مسلمان مردوں نے قرآن اور شریعت کے احکام کو فی الواقع سمجھا ہے، یا محض اپنے مفاد کے لیے ان کی من مانی تاویل کی ہے۔[8]

جہیز اور اسلام

مصنف نے برصغیر کے مسلمانوں میں پائی جانے والی قبیح رسم جہیز کا ذکر کیا ہے، تاہم یہ رسم نہ تو اسلامی ہے نہ ہی تمام مسلم معاشروں میں رائج ہے۔شادی کے موقع پر والدین بیٹی کو تحفے کے طور پر کچھ اشیا یا رقم دیتے ہیں جسے جہیز کہا جاتا

[5] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 77.

[6] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 98.

[7] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 80.

[8] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 80.

ہے، لیکن اسلام میں جہیز کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، یہ بر صغیر پاک وہند میں پائی جانے والی رسم ہے۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارنے کی وجہ سے ہندو معاشرے کی بہت سی رسوم ورواج کو لاشعوری طور اپنا لیا جس میں سے ایک خوفناک رسم جہیز ہے، جسے ہندو کنیادان سے موسوم کرتے ہیں۔[9] کچھ صاحبِ ثروت مسلمان جہیز کی یہ توجیہ پیش کرتے ہیں کی حضرت محمد ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز دیا تھا، لہٰذہ جہیز دینا سنت ہے۔ لیکن اہل علم کی ایک کثیر تعداد اس دلیل کو رد کرتی ہے۔ کیا واقعی آپ آ ﷺ نے اپنی بیٹی کو جہیز دیا تھا؟ امام نسائی اپنی سنن میں کتاب النکاح کے باب "جھاز الرجل ابنتہ/ آدمی کا بیٹی کو جہیز دینا" عنوان کے تحت یہ حدیث ذکر کرتے ہیں: **عن علی قال جهز رسول الله فاطمته فی خمیل و قربته ووسادة حشو ها لیف**۔[10] "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک سفید اونی چادر، ایک مشکیزہ، اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی، بطور جہیز دیا۔" اسی طرح کی روایت مسند امام احمد بن حنبل[11] اور سنن ابن ماجہ[12] میں بھی بیان ہوئی ہے۔ ان روایات سے اگرچہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنی لخت جگر کو جہیز دیا تھا خواہ وہ معمولی نوعیت کا ہی تھا، لیکن فی الواقع ایسا نہیں ہے، کیونکہ یہ جہیز آپ ﷺ نے نہیں دیا تھا، بلکہ حضرت علی کی جانب سے بطور مہر ملنے والی زرہ کو بیچ کر یہ سامان آپ نے اپنی بیٹی کے ہمراہ کیا تھا۔ چناں چہ کتب حدیث کی متعدد روایات جو حضرت علی سے مروی ہیں اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ مثلاً نسائی میں ایک روایت حضرت علی سے مروی ہے: : **تزوجت فاطمته فقلت یارسول الله ابن بی قال اعطها شیئا قلت ما عندی من شئی قال فاین درعک الحطمیته قلت هی عندی قال فاعطها ایاه**۔[13] میں نے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو اللہ کے رسول ﷺ سے ان کی رخصتی کا تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بطور مہر کچھ دو۔ میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمھاری وہ حطمی زرہ کہاں ہے؟ میں نے کہا ہاں، وہ تو میرے پاس موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ (بطور مہر) فاطمہ کو دے دو۔" حضرت علی فرماتے ہیں میں نے وہ زرہ چار سو اسی درہم میں حضرت عثمان کے پاس بیچی اور درہم لا کر رسول کریم ﷺ کی جھولی میں ڈال دیے۔ پھر آپ ﷺ نے بلال کو دے کر فرمایا اس کی خوشبو وغیرہ خرید کر لاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ سامان لانے کا حکم دیا تو ایک بان کی چارپائی ایک چمڑے کا تکیہ جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی، حضرت فاطمہ کے لیے تیار کیا گیا۔ اس بنیاد پر بہت

[9] حافظ مبشر حسین، جہیز کی تباہ کاریاں (لاہور: مبشر اکیڈمی، 2004)، 53۔

[10] احمد بن شعیب نسائی، سنن نسائی، رقم الحدیث: 3386۔

[11] امام احمد بن حنبل، مسند احمد، رقم الحدیث: 569

[12] ابوعبداللہ محمد بن یزید ماجہ، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4152۔

[13] امام نسائی، سنن نسائی، رقم الحدیث: 3388۔

سے مسلم علماو محققین کی رائے ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے بیٹی کو جہیز کا جو جواز دیا جاتا ہے، وہ حقیقتاً غلط ہے۔ شادی کے موقع پر والدین بیٹی کو تحفہ تو دے سکتے ہیں لیکن ایک رسم کے طور پر جہیز دینے کی اسلام میں کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ مثلاً ایک مفسر لکھتے ہیں:

> جہیز کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ رسول اللہ نے متعدد شادیاں کیں لیکن آپؐ کی ازواج میں سے کوئی بھی اپنے ساتھ جہیز نہیں لائی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی چاروں بیٹیوں کی شادیاں کیں لیکن کسی کو جہیز نہیں دیا۔ صحابہ کرام میں سے بھی کسی سے اس رواج کی کوئی اصل نہیں ملتی۔ اس اعتبار سے یہ خالص ہندوانہ رسم ہے۔[14]

یہ ایک حقیقت ہے کہ پسماندہ اور فیوڈل سسٹم میں عورت کی اپنی کوئی ذاتی حیثیت نہیں ہوتی۔ بنیادی طور پر مصنف نے اپنی کتاب میں برصغیر کے پس منظر میں خواتین کے حقوق پر بحث کی ہے۔ چنانچہ برصغیر کے بعض علاقوں میں خواتین کو کسی قسم کے حقوق نہیں دیے جاتے، قطع نظر اس کے کہ اسلام نے خواتین کو کیا مقام اور حقوق عطا کیے۔ اس سے یہ نتیجہ ہرگز اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ مسلمانوں نے اسلام کی تعلیمات کو سمجھا نہیں یا پھر ان کی من مانی تاویل کی۔ ہمارے ہاں شادی بیاہ کی اکثر رسومات ہندوانہ کلچر سے لی گئی ہیں کیونکہ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد سے قبل ہندوؤں کا راج تھا۔ نیز ہندوستان میں زیادہ تر مغل حکمران جیسے اکبر اور دکن میں سلطان محمد قلبی نے مسلمانوں اور ہندوؤں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے بہت سی ہندوانہ رسومات کو آپس میں ملا لیا تھا، جن کا اسلامی تہذیب یا مسلمانوں سے کہیں وجود نہ تھا۔ انہی رسومات میں سے ایک جہیز ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اس رسم کو اپنا لیا حتیٰ کہ جہیز شادی کا جزو لاینفک بن گیا۔[15]

طلاق کا حق

مصنف کے مطابق اسلام میں مرد کے لئے طلاق دینا عورت کی نسبت زیادہ آسان ہے، کیونکہ وہ گواہان کی موجودگی میں اپنی بیوی کو کبھی بھی اور کسی بھی وقت طلاق دے سکتا ہے، جب کہ عورت کو خلع کے لئے کورٹ میں جانا پڑتا ہے جہاں اس کو اپنی شادی ختم کرنے کے لیے کافی دلائل دینے پڑتے ہیں، جن کی سچائی جانچنے کے بعد اس کو حق خلع دیا جاتا ہے:

---

[14] یوسف صلاح الدین، مسنون نکاح اور شادی بیاہ کے رسومات (لاہور: مطبوعہ دار لسلام، س ن)، 41-43۔

[15] موسیٰ خان، اسلام میں عورت کی حیثیت (لاہور: دعا پبلی کیشنز، 2004)، 103۔

> This brief description of arrangements for marriage and divorce illustrates a certain ambiguity about the comparative status of men and women in Islam.[16]

مزید یہ کہ جدید دنیا میں کچھ مسلمان خواتین یہ شکوہ کرتی ہیں کہ شادی اور طلاق کے قوانین اور رسوم غیر منصفانہ طریقے سے مردوں کی حمایت کرتے ہیں کیوں کہ ان قوانین کی توضیح مرد خود کرتے ہیں جس میں مرد کو عورت پر برتری اور فوقیت حاصل ہوتی ہے۔امیر علی ہیں:

> Women always have been and always will be, what men make them.[17]

مصنف کے مطابق عورت کے معاملے میں امیر علی جیسے ایک فاضل انسان کی سوچ عورت کے حقوق کے معاملے میں صدیوں کے تعصب کو ظاہر کرتی ہے۔ حالانکہ بنیادی طور پر امیر علی نے اس بیان سے پسماندہ علاقوں میں عورت کی حیثیت بیان کی ہے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان علاقوں میں عورت کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں۔ تاہم اس کا اطلاق پوری اسلامی دنیا پر کرنا کہ پورے مسلم سماج میں خواتین کے حقوق کا اس طرح استحصال کیا جا رہا ہے ایک غیر محققانہ طرز عمل ہے۔اس حقیقت کو امیر علی اپنی کتاب "روح اسلام" میں یوں بیان کرتے ہیں:

> پسماندہ لوگوں میں خواتین کے کوئی حقوق نہیں لیکن بحیثیت مجموعی اس کی حیثیت اکثر یورپین عورتوں سے کمتر نہیں بلکہ بہت سی باتوں میں یقیناً بہتر ہے۔ اس کی نسبتاً پسماندہ حالت، اسلامی جماعتوں میں تمدن و شائستگی کے عام فقدان کا نتیجہ ہے، نہ کہ قوانین اسلامی کی کسی خصوصیت کا۔[18]

اسلام میں طلاق کا حق مرد کو تفویض کیوں کیا گیا:

اسلام میں مرد کو طلاق کا حق دیا گیا ہے کہ جب صلح کی کوئی صورت باقی نہ رہے اور میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا دشوار ہو جائے تو احسن طریقے سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ مرد کی طرح عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ خلع کی صورت شوہر سے الگ ہو سکتی ہے۔ مارٹن فارورڈ کے علاوہ دیگر مستشرقین بھی اسلام پر یہ اعتراض عائد کرتے ہیں کہ اسلام نے طلاق کا حق مرد کو دے کر عورت کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ مسلم اہل علم نے اس اعتراض کے مدلل جوابات دیے ہیں۔ مثلاً پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

---

[16] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 7.

[17] Syed Amir Ali, *The Influence of Islam* (The Nineteenth Century: 1899), 756.

[18] سید امیر علی، روح اسلام، مترجم محمد ہادی حسین، (لاہور: ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ 1999)، 403۔

مرد کیونکہ فطری طور پر عورت سے نسبتاً زیادہ مدبر، دور اندیش اور جذبات کی رو میں بہ جانے کی بجائے عقل وہوش سے زیادہ کام لینے والے ہیں۔ نیز ازدواجی زندگی کی ساری ذمہ داریاں بھی اسی کے کندھوں پر ہیں اس لیے شریعت مطہرہ نے طلاق دینے کا حق مرد کو تفویض کیا ہے۔ اور اس حق کو استعمال کرنے کا حکیمانہ طریقہ بھی تعلیم کر دیا۔ اور اسے یہ بھی ہدایت کر دی کہ جو چیزیں اس نے آج تک اپنی اس بیوی کو تحفہ یا ہدیہ کے طور پر دی تھیں وہ واپس نہ لے بلکہ " تسریح باحسان " کے الفاظ تو بتاتے ہیں کہ اس افسوسناک حادثہ پر اس کی مزید خدمت کر دے تاکہ اس کی کچھ نہ کچھ دلجوئی ہو جائے۔[19]

اسلام مرد وعورت کی مساوات کا قائل ہے۔ اسلام کے مطابق فطری طور پر مرد وعورت کو کچھ مخصوص صلاحیتوں اور قابلیتوں سے نوازا گیا ہے۔ لہٰذہ معاشرے میں دونوں پر ان کی فطری صلاحیتوں کے مطابق ذمہ داریاں عائد کی گئیں اور یوں ان کی ذمہ داریوں کے لحاظ سے ان کے حقوق متعین کئے گئے۔ چنانچہ اس سے اسلام کا مقصد کسی کے حقوق کا استحصال نہیں بلکہ حقوق وفرائض میں اعتدال ہے۔ سید امیر کے مطابق تہذیب کی ترقی اور افکار کی نشوونما عورتوں کی حالت میں ایک جزئی بہتری کا باعث بنی۔ عورتوں کو بھی طلاق لینے کا مشروط حق عطا کیا گیا اور انہوں نے جی کھول کر اس سے فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ قیصران روم کے عہد حکومت میں شادیاں جس آسانی سے کی اور توڑی جاتی تھیں وہ ضرب المثل بن گئیں۔[20] ضیاء الدین عمری نے اپنی کتاب 'اسلام میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے لکھا کہ مرد کے ساتھ زیادتی ہے کہ گھر کی ساری زمہ داریاں تو مرد اٹھائے، لیکن طلاق کا حق عورت کے پاس رہے۔ دوم یہ کہ مرد کے مقابلے میں عورت زیادہ جذباتی ہوتی ہے وہ کسی بھی وقتی جوش وجذبہ کے تحت مرد سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے۔ اس سے طلاق کا تناسب بہت بڑھ جائے گا اور معاشرہ ایک نئے بحران کا شکار ہو جائے گا۔[21]

وراثت کا حق

مصنف لکھتا ہے کہ قرآن اور شریعت نے خواتین کو وراثت میں مردوں کے مقابلے میں نصف حصے کا حق دار ٹھہرایا۔ وراثت میں عورت کے نصف حصہ کی مسلمان یہ توجیہ پیش کرتے ہیں کہ عورت کی پراپرٹی اس کی اپنی ذاتی ہوتی ہے جیسے چاہے اس میں تصرف کا اختیار رکھتی ہے۔ جب کہ مرد بحیثیت باپ، شوہر، اور بیٹا خاندان کی خوراک، لباس اور رہائش کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس لیے عورت کی نسبت زیادہ حصے کا حق دار ٹھہرایا گیا۔ لیکن مصنف کے نزدیک مسلمانوں کے یہ دلائل حقیقت سے دور محض تصور کی حد تک قابل یقین ہیں۔ کیونکہ مسلم دنیا کے مختلف حصوں میں

---

[19] پیر کرم شاہ الازھری، ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1995)، 1: 342۔

[20] امیر علی، روح اسلام، 382۔

[21] سید جلال الدین عمری، اسلام میں عورتوں کے حقوق، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1999)، 104۔

رسم ورواج مختلف ہیں اور کئی کیسز میں عورت کو کسی قسم کی معاشی خود مختاری حاصل نہیں، قطع نظر اس کے کہ قرآن اور مسلم ریلیجن لاء خواتین کے لیے کیا تجویز کرتے ہیں :

> Thus, it is a contentious issue whether Muslim Law of inheritance, in practice rather than theory, undergird women rights.[22]

سماج میں عورت کی وراثت کی عملی صورتحال

یہ ایک حقیقت ہے کہ عملی طور پر بعض مسلم گھرانوں میں خواتین کو ان کی وراثت کا حق نہیں دیا جاتا۔ اگرچہ اسلام اور قانون عورت کے حق ملکیت و وراثت کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن کبھی جبراً تو کبھی جہیز کے نام پہ ان کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کی بہت بڑی ناانصافی اور خرابی ہے، جس میں بعض دین دار گھرانے تک مبتلا ہیں۔ بیٹیوں کو وراثت سے محروم رکھنے کے لئے طرح طرح کے حیلے کئے جاتے ہیں۔ مثلاً حق بخشوانا، لڑکیوں کی شادی نا کرنا، یا قرآن سے شادی کر دینا تاکہ جائیداد خاندان سے باہر نہ جائے۔[23] حالانکہ وراثت شریعت کا واحد مسئلہ ہے، جس کا قرآن مجید میں صرف حکم نہیں دیا گیا، بلکہ اس کی ضروری تفصیلات بھی قرآن نے خود بیان کیں جبکہ باقی شرعی احکام یہاں تک کہ نماز جیسی اہم عبادت کی ساری تفصیلات قرآن نے خود بیان نہیں کیں۔ تاہم اس صورتحال کو پوری اسلامی دنیا پر لاگو نہیں کیا جا سکتا اور نا ہی اس ضمن میں مصنف کے اعتراضات حقیقت پر مبنی ہیں، کیونکہ اگر کسی مذہب کے پیروکاروں کی قلیل تعداد کوئی عمل کرتی ہے، تو اس کا اطلاق تمام پر نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ خواتین کے حقوق کے حوالے سے تمام تر اعتراضات بر صغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے رسم ورواج پر مبنی ہیں جو کہ زیادہ تر ہندوؤں سے لیے گئے۔ کیونکہ جب اسلام عرب سے باہر پھیلا تو مسلمان اپنے علاقوں کے غلط رسم ورواج سے محفوظ نہ رہ سکے۔ Muhammad M. Pickthall مسلم عورت کے حقوق کے زوال پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> قرآن نے خواتین کو جو حقوق دیے، ان کی پامالی کی ایک ٹھوس وجہ مسلم سماج میں علاقائی رسم ورواج کا اثر و نفوذ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ اسلام مختلف علاقوں میں پھیلا تو قرآنی احکام اور نو مسلم افراد کے معاشرتی رسم ورواج نے نئی ثقافت کو جنم دیا جس کی وجہ سے عورت کا مقام پست ہوتا چلا گیا۔[24]

---

[22] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 81.

[23] رابن ہوی، ڈاکٹر مبشر الحق، اسلامی سماج، (دہلی: کونسل برائے فروغ اردو زبان، 2001)، 258۔

[24] Muhammad M. Pickthall, *Culture side of Islam* (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1966), 146-7.

ابتدائی اسلامی معاشروں میں عورت کو وہ تمام حقوق حاصل تھے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کیے تھے۔ Nejla Izzeddinاس حقیقت کو کچھ اس طرح بیان کرتی ہیں:

> When Arab society was productive, creative women participated in its activities and shared in the general strength and well being. When vitality ebbed away and deterioration set in, women suffered along with her community.[25]

یٰسین مظہر صدیقی کے مطابق حقوق نسواں کی جیسی پامالی ہمارے کچھ مسلم معاشرے میں ہوتی ہے وہ محدود ہونے کے باوجود اسلامی نظام مہر و عدل کے خلاف ہے۔ ان میں عورتوں کے تمام حقوق ان کو نہیں دیے جاتے، ان میں سے بیشتر میں قصور کیا جاتا ہے اور مردانہ ظلم و جبر کو روا رکھا جاتا ہے۔"[26]

مسلمانوں کا دعویٰ

مصنف کے مطابق مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ محمد ﷺ نے تاریخ میں کسی بھی شخصیت سے بڑھ کر عورتوں کی معاشرتی حالت کو بہتر بنایا۔ امیر علی نے لکھا کہ محمد ﷺ کی تعلیمات نے عورت کو معاشرے میں باعزت مقام دیا اسلام نے ان کے حقوق کا تحفظ کیا اور جسمانی تفاوت کے علاوہ ان کو مردوں کے مساوی درجہ دیا۔[27] لیکن اس دعوے میں کافی شبہ ہے۔ کیونکہ محمد ﷺ کی پہلی شادی ایک ایسی بیوہ خاتون سے ہوئی جو مال دار، خوشحال خاتون تھیں جس نے خود آپ ﷺ کو شادی کا پیغام بھیجا۔[28] مصنف مسلمانوں کے دعوے کو رد کرنے کے لیے قبل از اسلام اور عہد نبوی کے معاشرے میں عورت کے مقام کا موازنہ کرتا ہے اور اس ضمن میں حضرت عائشہؓ اور حضرت خدیجہؓ کی حیات سے مثالیں پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خدیجہؓ کی طرف سے پیغمبر کی معاشی اور جذباتی حمایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مضبوط بلکہ دبنگ خاتون تھیں اور انھوں نے ایک کامیاب زندگی گزاری۔

---

[25] Nejla Izzeddin, *The Arab world* (Chicago: Henry Regnery Co., 1953), 302.

[26] مظہر یٰسین صدیقی، نبی اکرمؐ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2008)، 187۔

[27] Syed Amir Ali, *A Critical Examination of Life and Teaching of Muhammad* (London,William and Nogate, 1873), 244.

[28] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 82.

> Whatever pious condemnation Muslims make about pre – Islamic Arabian ignorance, and however it affected for evil many women, she had prospered.[29]

مسلمان قبل از اسلام عورت کی زبوں حالی کا جو بھی نقشہ کھینچیں، خدیجہؓ کی زندگی اس سے یکسر مختلف تھی۔ وہ اس دور میں ایک خوشحال مالدار خاتون تھیں اور ایک آزاد خود مختار اور بہترین معاشی و معاشرتی زندگی بسر کر رہی تھیں پھر مسلمان کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ﷺ نے عورتوں کی حالت سنواری، معاشرے میں ان کو اعلیٰ مقام دلوایا۔ جبکہ خدیجہؓ کے برعکس عائشہؓ اور دوسری ازواج مطہرات قرآنی پابندیوں کے تحت خلوت نشینی کی زندگی گزارنے پر مجبور تھیں۔اگرچہ ان کو مسلمان معاشرے میں کافی باعزت مقام حاصل تھا۔مصنف حضرت عائشہؓ کی زندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتا ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ ہوئیں اور بقیہ پچاس سال ایک عظمت، لیکن قرآنی آیات کے تحت عائد کردہ پابندیوں میں تنہا گزار دیے۔[30] اسی طرح مصنف ایک اندازہ یہ بھی لگاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی حضرت علیؓ سے جنگ جمل کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ قرآن کی عائد کردہ پابندیوں سے نجات چاہتی ہوں۔[31]

مسلمان عائشہؓ کا احترام کرتے ہیں کہ پیغمبر کی محبوب بیوی تھیں، شاید وہ بھی اپنی لائف سٹوری کو کامیاب سمجھتی ہوں۔ لیکن اس کے برعکس ایک عام آدمی کی بیوی بن کر اس سے بہتر، خوشحال، آزاد اور خود مختار زندگی بسر کر سکتی تھیں جیسا کہ اس دور کی ایک عام عورت بسر کرتی تھی۔ مصنف امیر علی کا قول بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ اگرچہ امیر علی عائشہؓ کے حمایتی نہیں تھے، تاہم عائشہؓ کی زندگی امیر علی کے اس قول کا عملی نمونہ ہے کہ عورت ہمیشہ وہی بنتی ہے جو مرد اسے بنانا چاہتا ہے۔ مستشرقین کی اسلامی مصادر سے ناواقفیت ایک ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جانے انجانے میں غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مصنف کا یہ اعتراض کہ مسلمان قبل از اسلام عرب جاہلیت اور خواتین کی ابتر سماجی حیثیت کا دعویٰ کرتے ہیں، جب کہ حضرت خدیجہؓ اسی دور جاہلیت کی خود مختار، خوشحال تاجر خاتون تھیں۔ یہ بات سراسر مصنف کی ذاتی سوچ پر مبنی ہے کیونکہ مسلمان مصنفین کی کتب میں عرب کی صورتحال بیان کرتے وقت ان کی بعض خوبیوں اور طبقاتی تفاوت کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ صفی الرحمٰن مبارکپوری نے لکھا ہے کہ عرب آبادی مختلف طبقات پر مشتمل تھی اور ہر طبقے کے حالات ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف تھے۔ چناں چہ طبقہ اشراف میں مرد اور عورت کا تعلق خاصا ترقی یافتہ تھا۔ عورت کو بہت کچھ خود مختاری حاصل

---

[29] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 93.

[30] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 93.

[31] Martin Forward, *Muhammad: A short biography*, 91.

تھی۔اس کی بات مانی جاتی تھی اور اس کا اتنا احترام اور تحفظ کیا جاتا تھا کہ اس کی راہ میں تلواریں نکل پڑتی تھیں۔[32] لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عرب کی بیشتر آبادی جاہل تھی جس میں عورت کو کوئی مقام حاصل نہیں تھا۔عورت کو زندہ درگور کرنے کی رسمیں بھی تھیں اور آزادانہ خرید وفروخت بھی کی جاتی تھی۔الغرض عرب کے اکثر طبقات میں عورت کو کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔رہی بات حیات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ انھوں نے اپنی پوری زندگی قرآن کی عائد کردہ پابندیوں میں خلوت نشینی میں گزار دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ ایک فقیہ، مفسر، محدث اور عالمہ تھیں جن کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزری، حضرت عائشہؓ معاشی طور پر کافی مستحکم تھیں لیکن انھوں نے اپنی ساری دولت راہ خدا میں وقف کر رکھی تھی۔بنیادی طور پر مستشرقین کا اعتراض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے حوالے سے ہوتا ہے کہ 18 سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں لیکن قرآنی حکم کی بنا پر شادی نہیں کر سکتی تھیں اور یوں ان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی گئی۔مصنف کا یہ اعتراض کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی بیوگی کی زندگی قرآنی پابندیوں کے تحت گزاری تو اس حوالے سے یہ دیکھا جائے گا کہ آیا واقعی ازواج مطہرات نے اپنی زندگی جبراً قرآنی پابندیوں کے تحت گزاری تھی یا اپنی رضا و رغبت سے اس زندگی کو اختیار فرمایا تھا۔قرآن میں نازل ہونے والی آیات خیار میں ازواج مطہرات کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ چاہیں تو اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کریں اور چاہیں تو دنیوی زندگی کی زیب و زینت کو اختیار کریں۔اس پر تمام ازواج مطہرات نے اپنی مرضی اور محبت سے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار فرمایا تھا۔[33] چنانچہ مصنف کا یہ اعتراض بے بنیاد ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جبراً قرآنی پابندیوں کے تحت اپنی زندگی گزاری اور یہ کہ وہ ان پابندیوں سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتی تھیں۔مولانا مودودی کے الفاظ میں حضرت عائشہؓ کے معاملے میں معترضین صرف یہ مدنظر رکھتے ہیں کہ ایک سن رسیدہ آدمی نے نو سال کی لڑکی سے شادی کرکے 18 سال کی عمر میں اسے بیوہ چھوڑ دیا جس کے لئے نکاح ثانی کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔اس عام سطح سے بلند ہو کر کبھی یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ جس کار عظیم کا فائدہ خلق خدا کو کسی محدود زمانے میں نہیں بلک ہمیشہ کے لئے، کسی محدود علاقے میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں پہنچنے والا ہو اس کے لئے ایک جان تو کیا لاکھوں جانیں بھی قربان ہو جائیں تو مہنگا سودا نہیں کجا کہ ایک خاتون کی زندگی وہ بھی اس صورت کہ صرف ازدواجی زندگی کے لطف سے محروم ہونا پڑا۔۔۔حضرت عائشہؓ ایک عظیم محدثہ، فقیہ، مفسر اور عالمہ تھیں۔ان کا شمار ان فقہاء میں ہوتا تھا جن کے فتوے پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا تھا۔تعجب تو یہ دیکھ کر ہوتا ہے کہ اس معاملے میں یہ اعتراض وہ عیسائی حضرات کرتے ہیں جن کے ہاں کسی اجتماعی

---

[32] صفی الرحمان مبارکپوری، الرحیق المختوم، (لاہور: مکتبہ سلفیہ، 200)، 68۔

[33] امام بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 5191۔

مفاد کے بغیر محض بے مقصد تجرد کی زندگی بسر کرنا راہبوں اور راہبات کے لئے صرف قابل تعریف ہی نہیں بلکہ مذہبی خدمات بجالانے والوں کے لئے لازم بھی ہے۔[34]

خلاصہ بحث

مارٹن فارورڈ اسلام میں عورتوں کے حقوق کو غیر عملی قرار دیتا ہے کہ حقوق نسواں کے تحفظ کا دعویٰ کرنے کے باوجود ازواج مطہرات پر قرآن کی طرف سے ظالمانہ پابندیاں عائد کی گئیں۔ خصوصاً حضرت عائشہؓ جیسی کم سن بیوہ کو عقد ثانی سے محروم کرکے تمام امت کی ماں قرار دیا گیا۔ نیز یہ کہ اسلامی قوانین اور تعلیمات کے برعکس اسلامی معاشروں میں عورت کا استحصال کیا جارہا ہے۔ یوں اسلام میں خواتین کے حقوق عملیت سے دور محض نظریہ کی حدتک ہیں۔ مصنف کے ان افکار کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اسلام میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے تعصب اور غلط فہمیاں ہیں۔ ایک تو بعض مسلم معاشروں کی خرابیاں اسلام کے سر نہیں منڈھی جاسکتیں۔ دوسرے تمام مسلم معاشروں میں عورت کے ساتھ وہ زیادتیاں بھی نہیں ہوتیں، جن کا ذکر مصبف نے برصغیر کے حوالے سے کیا ہے۔ پھر برصغیر میں بھی ہر جگہ ایسا نہیں ہے، جیسا مصنف دعوی کرتا ہے۔ جو مسائل ہیں ان کے اسباب مختلف ہیں۔ مثلاً یہ کہ برصغیر کا اسلامی معاشرہ ایک طرف ہندوانہ رسم و رواج میں جکڑا ہوا ہے، تو دوسری طرف فیوڈل سسٹم نے عورت کے حق وراثت کو مکمل طور پر ختم کردیا ہے، جس کے سبب بعض اوقات جایداد کی خاطر عورت کے قرآن مجید سے نکاح جیسے مسائل سامنے آتے ہیں، لیکن یہ ہر جگہ نہیں۔ تاہم جو مسائل ہیں ان کے حوالے سے ضرورت اس امر کی ہے کہ بحیثیت مسلمان انفرادی طور پر ہر مسلمان غیر اسلامی رسم و رواج کو ترک کرکے اسلامی شریعت پر عمل پیرا ہواور اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیے ہیں دیانت داری سے ان کو ادا کرے۔ نیز ارباب اختیار خواتین کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔

---

[34] ابو الاعلیٰ مودودی، سیرتِ سرورِ عالم (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2013)، 2، 631۔